تعارف وتبصرہ

عربی ادب دیارِ غیر میں

از سید ضیاء الحسن ندوی ایم، اے
معین دکن پریس، حیدرآباد سنہ ۱۹۸۱ء
صفحات ۲۲۰ - قیمت بیس۲۰ روپے
ملنے کا پتہ: ۳۴۸ - بٹلہ ہاؤس، جامعہ نگر، نئی دہلی ۲۵

تاریخ ادب عربی کے موضوع پر اردو زبان میں کسی مستقل کتاب کی غیر موجودگی حیرت انگیز تھی، اس ضرورت کی طرف آخری چند سالوں میں عربی دانوں کی توجہ قابلِ مبارک باد ہے، اس موضوع پر پہلی کتاب سنہ ۱۹۷۷ء میں ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری کے قلم سے سامنے آئی، اس کا نام مختصر تاریخ ادب عربی ہے، (مکتبہ سلفیہ بنارس) ۔ اس کا ابھی تک صرف پہلا حصہ طبع ہوا ہے جو دورِ جاہلی کی ادبی تاریخ پر مشتمل ہے ۔ اس موضوع اور اسی دورِ جاہلیت سے متعلق دوسری کتاب پروفیسر عبد الحلیم ندوی کے قلم سے ترتیب پائی، اس کا نام عربی ادب کی تاریخ ہے، اس کا پہلا حصہ سنہ ۱۹۷۹ء میں شائع ہوا (ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی) ۔ ان دونوں کتابوں کے آئندہ اجزاء سے توقع ہے کہ یہ کمی مکمل طور پر دور ہو جائے گی ۔

زیر تبصرہ کتاب اس موضوع پر تیسری کوشش ہے، لیکن اس نے عربی ادب کی تمام تاریخ کو اپنا موضوع نہیں بنایا ہے، بلکہ عربی ادب کے ایک مخصوص مکتبِ فکر کے نشو ونما وارتقا کی تاریخ، اس کا تجزیاتی مطالعہ سادہ اور سلیس اردو زبان میں پیش کیا ہے یہ مخصوص مکتبِ فکر عربی زبان میں الأدب المہجری (پردیسی ادب) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اصطلاحاً یہ وہ عربی ادب ہے جو انیسویں صدی کے اواخر سے لیکر بیسویں صدی کے وسط تک جنوبی وشمالی امریکہ میں لبنانی، شامی اور فلسطینی مہاجر ادباء وشعراء کے ہاتھوں پروان

پڑھا اور ان مہاجرین کے مقامی اخبارات وجرائد اور ان کی ادبی انجمنوں کے ذریعہ منظم طور پر اشاعت پذیر ہوا ، ان انجمنوں میں خاص طور پر قابلِ ذکر شمالی امریکہ کی الرابطہ القلمیہ (قائم کردہ ۱۹۲۰ء) اور جنوبی امریکہ کی العصبتہ الاندلسیتہ (قائم کردہ ۱۹۳۲ء) ہیں ۔

کتاب دو حصوں میں تقسیم کی گئی ہے : پہلے حصّہ میں مذکورہ ادب کے نشو ونما و ارتقاء کی تاریخ ، ادبی انجمنوں کا قیام اور ان کی سرگرمیاں ، اخبارات وجرائد کا اجراء ، اس ادب کی مختلف اصناف سخن کا تعارف ، اس کی امتیازی خصوصیات کا تجزیاتی مطالعہ بہت تفصیل کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ دوسرے حصّہ میں اس ادب کی نمائندہ شخصیات کا تعارف کرایا گیا ہے ، لیکن یہ تعارف صرف سوانحی انداز پر موقوف نہیں ہے ، بلکہ زیادہ تر ان کی ادبی تخلیقات کی روشنی میں ترتیب دیا گیا ہے ، جس سے اس تعارف کی قدر وقیمت بہت بڑھ گئی ہے ۔ کتاب کی ابتداء میں پروفیسر عبدالحلیم ندوی کے قلم سے مختصر لیکن جامع مقدمہ بھی مفید معلومات پر مشتمل ہے ۔

عربی ادب کے اس مکتبِ فکر کی خصوصیات میں خیالات وافکار کا تنوّع ، موضوعات ومضامین میں جدت پسندی ، سطحی مشرقی روحانیت کا مغربی رومانیت کے ساتھ امتزاج اور اس کے ادبی سانچوں میں پیش کرنے کا انداز ، اسلوب و انداز بیان میں دل کو چھو لینے والی روانی وچاشنی قدرِ مشترک کے طور پر پائی جاتی ہے جس کی مفصل تصویر کشی لائق مصنّف نے کتاب میں پیش کی ہے ، اور وہ اس تصویر کشی میں خود اس حد تک محو ہو گئے ہیں کہ انھوں نے نہ صرف اس ادب اور اس کے نمائندہ ادباء وشعراء کے یہاں عربی تہذیب وثقافت ومعاشرت کے مسلمہ معتقدات سے واضح انحراف بلکہ بغاوت کے متعدی جراثیم کی نشاندہی کی ضرورت محسوس نہ کی ، بلکہ ان کی تخلیقات میں زبان وبیان کے معروف ضعف ورکاکت کا ذکر بھی ضروری نہ سمجھا ، یہ مصنف کے اپنے موضوع کے ساتھ عشق کی حد تک وارفتگی کی دلیل ہے کہ وہ خود اپنے مزاج وطبع کے لحاظ سے ادیب وشاعر پیدا ہوئے ہیں ، وہ دونوں زبانوں پر نہ صرف کامل قدرت ، بلکہ ان کا اعلیٰ ادبی وشعری ذوق رکھتے ہیں ، اور ان سے مذکورہ ادب کی رومانیت میں کھو جانے کا سہو ممکن ہے ، لیکن ضروری نہیں کہ علمی حلقوں میں یہ عذر قابلِ قبول بھی ہو ۔

بہرحال کتاب بحیثیت مجموعی علمی وادبی لحاظ سے نہ صرف ایک وقیع اضافہ ہے، بلکہ اپنے موضوع پر منفرد بھی ہے ۔ اسلوب بیان سادہ و پرکار اور مصنف کی ادیبانہ صلاحیتوں کا غماز ہے ۔ اردو کتابت وطباعت کی معروف خامیوں نے اس کتاب کے ظاہری حسن پر بہت ظلم وزیادتی کی ہے، جس کا اندازہ مکمل دس صفحات کے غلط نامہ سے لگایا جاسکتا ہے۔ کسی بھی مصنف کی سنجیدہ علمی وادبی کوشش کا خون کرنے کے لئے یہ حد ہے ۔

ڈاکٹر مسعود الرحمن خاں

اسلام کی بنیادیں ——— مصنف: حسن ایوب ۔ مترجم: عبیداللہ فہد فلاحی

صفحات ۵۲۰ ۔ قیمت ۲۰ روپئے ۔ کاغذ عمدہ ۔ کتابت دیدہ زیب اور آفسٹ کی طباعت

ناشر: ہندوستان پبلیکیشنز ۳۵ ۔ ۲۰۲۴ ۔ گلی قاسم جان ۔ دہلی ۶

زیر تبصرہ کتاب میں اسلامی عقائد کو قدیم علم کلام کے مباحث اور جدید نظریات کی روشنی میں مصنف نے بہت ہی مناسب انداز سے اور دل پذیر پیرائے میں پیش کیا ہے ۔ مصنف نے بجا طور پر لکھا ہے کہ "اس کتاب میں ان تمام عقائد پر جامع گفتگو کی گئی ہے جن پر ایمان لانا ایک مسلمان کے لئے لازم ہے ۔ اس میں ایک طرف کتاب وسنّت سے قطعی اور مستحکم نصوص دیے گئے ہیں دوسری طرف قدیم وجدید علمی اور عقلی دلائل کا وافر ذخیرہ بھی اکٹھا کر دیا گیا ہے مقصود یہ ہے کہ وہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکیں جنہوں نے علم عقائد کو قدیم طرز پر پڑھا ہے اور وہ لوگ بھی محروم نہ رہ جائیں جنھوں نے جدید طریقے پر اس کا مطالعہ کیا ہے ۔ اگر میں یہ کہوں تو مبالغہ نہ ہوگا کہ یہ اپنے نوع کی پہلی کتاب ہے جس نے کتابوں کے انبار میں دبے ہوئے توحید کے ان مسائل کو جمع کر دیا ہے جن کا حصول نہایت دشوار اور ان کی جمع وترتیب کافی محنت طلب چیز تھی ۔"

عبیداللہ فہد فلاحی نے عربی سے اردو میں اس کتاب کا ترجمہ پیش کر کے گرانقدر خدمت انجام دی ہے ۔ ایک نوجوان طالب علم کی حیثیت سے ان کی یہ دینی اور ادبی کاوش لائق صد ستائش ہے اور اسلامی مسائل سے دلچسپی کا اظہار کرتی ہے۔

کتاب کے سلسلے میں مترجم کے خیالات سے ان کے جذب دلی کا پتہ چلتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں: "واقعہ یہ ہے کہ سینکڑوں سال کی ریشہ دوانیوں کے بعد دشمن اب نہایت ہوشیار اور چالاک ہوگیا ہے، وہ اب علم و فلسفہ کلچر و ثقافت اور تہذیب و ترقی کے نام پر ہماری اسلامی ورثہ پر حملہ کر رہا ہے اور ہماری نوجوان نسلوں کو مسموم کر رہا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسلام کی واضح مدلّل اور دل نشیں تعلیمات سے اس کا مقابلہ کیا جائے اور نوجوانوں کا ذہن فکری و ثقافتی طور سے اتنا پختہ کردیا جائے کہ کسی نظریہ کسی ثقافت اور کسی فکر کی چمک دمک انھیں اپنی طرف مائل نہ کرسکے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ عقائد کے موضوع پر یہ کتاب اسلامی نشاۃ ثانیہ کے سلسلے میں ایک اہم کڑی ثابت ہو اور داخلی محاذ کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے میں ممد و معاون ہو۔"

ترجمہ کا فن ادبی حیثیت سے مشکل ترین فن ہے۔ اس فن کی جملہ نزاکتوں اور باریکیوں سے عہدہ برآ ہونا آسان نہیں ہے اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ عبیداللہ فہد صاحب اس میں کامیاب رہے ہیں۔ ترجمہ کے دیکھنے سے اس بات کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں عربی اور اردو دونوں زبانوں پر اچھی قدرت حاصل ہے۔ انھوں نے عربی متن کو جس طرح رواں دواں اور شگفتہ اردو میں منتقل کیا ہے اس سے ان کے ادبی ذوق کا پتہ چلتا ہے۔ فہرست ابواب کی از سر نو ترتیب و تدوین بھی مترجم کے حسن ذوق کی غمازی کرتی ہے۔ بعض جزوی امور کی نشاندہی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

صفحہ ۱۰ پر "بعض اسلامی فرقوں کا تبصرہ اور ان میں سے ہر ایک کی مختصر سوانح" لکھا گیا ہے۔ فرقوں کی "سوانح" نہیں حالات لکھے جاتے ہیں۔ یہ جملہ کچھ اس طرح زیادہ مربوط اور واضح بنایا جا سکتا تھا — "بعض اسلامی فرقوں اور ان کے حالات کا اجمالی تذکرہ"۔ اسی صفحے پر "شان" کے ترجمے "ذمہ داری" کا لفظ زیادہ جچتا نہیں۔ مصنف کا اصل مفہوم واضح نہیں ہوتا، ترجمہ یوں ہے: "اور ہر مصنف کی ذمہ داری ہے کہ جتنا ممکن ہو کمال و حسن ادا تک پہنچنے کی ہر ممکن جدوجہد کرے۔"

ترجمہ اس طرح ہو سکتا تھا: "اور یہ ہر ایک مصنف کی شان ہوتی ہے کہ جہاں

تک ممکن ہو سکے وہ درجہ کمال تک پہنچنے کی پوری پوری کوشش کرے "

ترجمہ میں محترم اور برگزیدہ ہستیوں کے لئے مترجم نے "تم" کا لفظ استعمال کیا ہے "تم" کی جگہ "آپ" کا لفظ لایا جاتا تو ترجمے کا حسن دوبالا ہو جاتا۔ اسی طرح صفحہ ۹ پر "توحید باری" کی جگہ "توحید باری تعالیٰ" زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مجھے امید ہے اردو خواں اور اسلام پسند حضرات کے درمیان یہ کتاب بہت زیادہ پسند کی جائے گی اور دلچسپی کے ساتھ پڑھی جائے گی۔ (ڈاکٹر عبد الباری)

ہماری نئی مطبوعات

۱۔ اسلام کی بنیادیں (حسن ایوب) اردو، انگریزی	20/-
۲۔ اخوان المسلمون۔ مقصد، مراحل، طریقۂ کار (پروفیسر سعید حوی)	15/-
۳۔ زنداں کے شب و روز (زینب الغزالی)	12/-
۴۔ تحریک اور دعوت (بہی الخولی)	35/-
۵۔ تحریک اسلامی۔ مشکلات، مسائل، آزمائش (استاذ فتحی یکن)	14/-
۶۔ خلاصہ مطالب قرآن (ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن)	20/-
۷۔ مشرق کی بازیافت (محمد حسن عسکری)	40/-
۸۔ بولتی کنکریاں (سہیل احمد زیدی)	15/-
۹۔ انقلاب ایران۔ کیا کھویا کیا پایا (محمد صلاح الدین)	6/-
۱۰۔ دعوت اسلامی۔ پندرہویں صدی کے استقبال میں (محمد الغزالی)	20/-

کریسنٹ پبلشنگ کمپنی
۲۰۳۴-۳۵ گلی قاسم جان — دہلی ۱۱۰۰۰۶